فہرست مضامین

حرف آغاز

سیرتِ نبوی اور اس کے مآخذ	سید جلال الدین عمری	۵

تحقیق و تنقید

اسلام کی حفاظت واشاعت میں نجاشی کا کردار	پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی	۱۳

بحث و نظر

شہریت کا مسئلہ۔ اسلامی نقطۂ نظر	مولانا اختر امام عادل قاسمی	۳۱
سرکاری مناصب و ذرائع کا استعمال۔ تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں	جناب عبدالمہیمن	۶۳

سیر و سوانح

ابن سید الناسؒ اور ان کی کتابِ سیرت	حافظہ صبیحہ منیر	۷۹

ترجمہ و تلخیص

مولانا فراہیؒ کی تفسیر سورۂ فیل۔ ایک تنقیدی جائزہ	شیخ عبدالرحمن المعلمی الیمانی مترجم: ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۹۵

تعارف و تبصرہ

مالیاتی نظام کا قیام	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۱۱۷
عرفانِ شبلی	،، ،،	۱۱۸
شعاعِ نوا	محمد رضوان خاں	۱۱۹
خبر نامہ ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی (۵۴)		۱۲۰
مضامین کا انگریزی خلاصہ		۱۲۱۔ ۱۲۸

اس شمارے کے لکھنے والے

۱۔ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سابق صدر ادارۂ علوم اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ

mnz_comp@yahoo.in

۲۔ مولانا اختر امام عادل قاسمی

مہتمم جامعہ ربانی، منورواشریف، ضلع سمستی پور، بہار

aiadil.akhtar@gmail.com

۳۔ جناب عبدالمہیمن

صدر شعبۂ اسلامیات، ہری پور یونی ورسٹی (پاکستان)

muhaimin74@gmail.com

۴۔ حافظہ صبیحہ منیر

اسکالر شعبۂ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (پاکستان)

hafizasabihamunir@gmail.com

۵۔ شیخ عبدالرحمن المعلّمی الیمانیؒ

سابق رکن دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد

۶۔ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

سکریٹری تصنیفی اکیڈمی، جماعت اسلامی ہند، نئی دہلی

mrnadvi@yahoo.com

۷۔ جناب محمد رضوان خاں

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، دہلی یونی ورسٹی، نئی دہلی

afeefrizwan@gmail.com

۸۔ سید جلال الدین عمری

صدر ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ

حرف آغاز

سیرتِ نبوی اور اس کے مآخذ

سید جلال الدین عمری

صدرِ ادارہ و امیر جماعت اسلامی ہند مولانا سید جلال الدین عمری سیرت سے متعلق موضوعات پر بھی برابر لکھتے رہے ہیں۔ ان کے مقالات مجلہ تحقیقاتِ اسلامی اور ماہ نامہ زندگی میں شائع ہوئے ہیں۔ نیز بعض تحریریں الگ سے کتابچوں کی صورت میں بھی طبع ہوئی ہیں۔ ان کا ایک ضخیم مجموعہ **'اوراقِ سیرت'** کے نام سے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی سے جلد شائع ہونے والا ہے۔ اس کے لیے مولانا نے جو پیش لفظ تحریر فرمایا ہے، اسے افادیت کے پیش نظر ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سے زیر اشاعت مجموعہ کے مشتملات کا علم ہوگا اور اس کی تحقیقی قدر و قیمت کا بھی اندازہ ہو سکے گا۔ (رضی الاسلام)

اللہ تعالیٰ کے رسول، سرورِ دو عالم، محمد عربیؐ، فداہ ابی و امی کی حیاتِ طیبہ ہر اس شخص کے لیے اسوۂ حسنہ ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے (الاحزاب: ۲۱) اسی سے بے خطا راہ نمائی مل سکتی ہے اور یہی دارین کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ اس جہانِ فانی میں بڑے بڑے مفکرین، مصلحین اور دانش ور پیدا ہوئے، لیکن آپؐ جیسا ہمہ صفت راہ نما اسے نہ مل سکا۔ تاریخ کے ہر دور میں اور ہر قوم میں اللہ کے رسول آئے اور راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔ دنیا کو آخری رسول کی آمد کا صدیوں سے انتظار تھا۔ رسولِ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے یہ طویل عرصۂ انتظار ختم ہوا۔ آپ سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی ثابت ہوئے اور ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیے گئے۔ آپ کی شریعت آخری شریعت قرار پائی۔ اس نے تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ اب آپ ہی کی راہ نمائی سب کے لیے ہے اور تا قیامت ہے۔ آپ کا ارشاد ہے: **لَو کَانَ مُوسَیٰ حَیًّا لَمَا**

---

۱ مناوی، فیض القدیر۔ یہ حدیث الفاظ کے فرق کے ساتھ مختلف مناسبتوں سے مسند احمد، دارمی، بیہقی، ابن حبان، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے۔

وَسِعُه اِلاّ اتِّبَاعِی ا ۔(اگر موسیٰ [علیہ السلام] بھی زندہ ہوتے تو انھیں میری اتباع کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہوتا)۔

تاروں سے یہ کہہ دو کوچ کریں ، خورشید منور آتے ہیں
قوموں کے پیمبر آتو چکے ،اب سب کے پیمبر آتے ہیں

جب کبھی کسی عنوان سے آپ ؐ کی سیرتِ مقدسہ کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی تو آپ کی عظمت کے نقوش دل و دماغ پر مرتسم ہوگئے اور یوں محسوس ہوا جیسے اس ناقص اور ادھوری دنیا میں انسان کامل کو پالیا۔جس پہلو سے دیکھا، آپ ؐ کی حیاتِ مبارکہ آفتاب سے زیادہ تابناک نظر آئی۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

مطالعۂ سیرت کے دوران میں رہ رہ کر جی چاہتا اور ایک تمنا سی دل میں مچلنے لگتی کہ کاش یہ گناہ گار آپ کی سیرت مقدسہ اپنے الفاظ میں بیان کرتا۔اس کی دنیائے علم میں کوئی قدر و قیمت نہ ہوتو بھی اس کے لیے باعث سعادت اور سرمایۂ آخرت ہوگی، لیکن جب دیکھتا کہ آپ کی رحلت کے بعد ہی سے سیرت نگاری کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ اس پر بڑے بڑے اساطینِ علم اور نام ور سیرت نگاروں کی انتہائی کوششیں صرف ہوئی ہیں اور ہر ایک نے اپنے نہج سے یہ خدمت انجام دی ہے تو اپنی کم مایگی بلکہ بے مایگی کا احساس دامن گیر ہوجاتا اور اس خیال سے ہمت جواب دینے لگتی: 'هَل غادَر الشُّعَراءُ مِن مُتَرَدِّمٍ' (کیا گزشتہ شعراء نے بعد والوں کے لیے کچھ چھوڑا ہے کہ وہ طبع آزمائی کریں) اس کے ساتھ یہ خیال بھی بہت دور ذہن کے کسی گوشہ میں ابھرتا، جیسے سات سمندر پار سے کوئی آواز آرہی ہو: کَم تَرَکَ الأوّلُ لِلآخِر (اگلوں نے بعد والوں کے لیے بہت کچھ چھوڑا ہے) اس سے امید کی کلی کھلنے لگتی اور آرزوئے دل کے پورا ہونے کی توقع ہونے لگتی۔ وقت کی رفتار کے ساتھ دل و دماغ پر یہ تصور چھاتا چلا گیا کہ اپنی کم علمی کی وجہ سے سیرت کے بالکل نئے گوشے نہ بھی تلاش کیے جاسکیں تو بعض پہلوؤں کو نمایاں کیا جاسکتا ہے۔ اسی احساس کے تحت کبھی کبھی قلم کو حرکت ہوئی اور متعدد

مضامین ضبطِ تحریر میں آ گئے۔ اب ان ہی مضامین کو ضروری حذف و اضافہ کے بعد یہاں پیش کیا جارہا ہے۔ ان مضامین کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ **آب و تابِ سیرت:** رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و سوانح پر قدیم و جدید مصنفین نے اپنے اپنے اسلوب میں پوری تفصیل فراہم کردی ہے۔ راقم نے رحمۃ للعالمین کے عنوان سے بہت ہی اختصار کے ساتھ آپؐ کی سیرت اور اساسی تعلیمات پیش کی ہیں۔ اس میں حوالوں کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ اسی مجموعہ کے دوسرے مضامین میں اس کے بیش تر حوالے موجود ہیں۔ اس کے بعد ایک مضمون میں قرآن مجید کے حوالہ سے مشرکین، اہلِ کتاب اور تمام نوعِ انسانی کو آپؐ کی دعوتِ عام کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کارِ دعوت کو جاری رکھنا امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ یہ اس کا فرض منصبی ہے۔ قرآن مجید نے آپؐ کی سیرت کو آپ کی رسالت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے (یونس: ۱۶)۔ ایک مضمون میں اس پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ اس سلسلہ کے ایک مضمون میں ختمِ نبوت اور اس کے دلائل کا ذکر ہے۔

۲۔ **دعوتِ اسلام:** اس باب کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت، اس کے مراحل اور آپؐ کی حکمت عملی کا ذکر ہے۔ یہ اس مجموعہ کا سب سے وسیع باب ہے۔ اسے مکی اور مدنی دو ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مکی دور میں اعلانِ رسالت، اس کا سب سے پہلے استقبال کرنے والوں کا ذکر، دعوتِ عام، ردِّعمل اور آزمائشیں، ہجرتِ حبشہ، مواخاتِ مکہ، غیر مسلم سرداران قبائل سے تعاون کی درخواست، جیسے مضامین آئے ہیں۔ مدنی دور سے متعلق مضامین میں ہجرتِ مدینہ اور اس کی تاریخی اہمیت، صلح حدیبیہ کی ایک دفعہ کی وضاحت، آپؐ کے تبلیغی احکام و ہدایات، فرماں روانِ عالم کو دعوتی مکاتیب اور وفودِ عرب کی مدینہ آمد، جیسے مباحث شامل ہیں۔ ان میں سے بعض مباحث ایک ہی عنوان کے تحت شائع ہوئے تھے۔ یہاں انہیں الگ الگ عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے اور بعض مضامین میں نئے مواد کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۳۔ **علمی احسانات:** اس باب کے ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بھی دین میں حجت ہیں۔ دونوں اساسِ دین ہیں۔ ایک مضمون میں علم کی فضیلت و اہمیت اور اس کی ترغیب و تشویق سے متعلق آپؐ کے ارشادات کی

کسی قدر تشریح ہے۔ایک اور مضمون میں آپ کے علمی احسانات اور اس کے لیے عملی اقدامات کا ذکرِ خیر ہے۔مسجد نبوی سے متصل صفہ کی حیثیت درس گاہِ نبوی کی تھی، جہاں سے حاملینِ علوم نبوت تیار ہوئے۔اس سلسلہ کے آخری مضمون میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس ہمہ صفت تھی۔یہ شاعری نہیں، حقیقت ہے۔

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری

آں چہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

آپؐ کی زندگی کے کسی پہلو کو حیطۂ تحریر میں لانے کے لیے علمی بصیرت اور ژرف نگاہی کے ساتھ طہارتِ قلب ونظر، آپؐ کی ذات سے محبت اور جذبۂ اطاعت کا پایا جانا ضروری ہے۔یہ بندۂ عاجز ان دونوں خوبیوں سے محروم ہے، لیکن سیرت کا مطالعہ اپنی اصلاح کا بھی بڑا ذریعہ ہے۔دورانِ مطالعہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ظلمت کدۂ قلب میں روشنی کی کرن پھوٹ رہی ہے اور آپؐ کے نقوش قدم کی پیروی کا جذبہ ابھر رہا ہے۔دعا ہے کہ اس طرح دل کی کثافتیں دور ہوں اور جو پاکیزہ جذبہ گاہے گاہے ابھرتا ہے، مستقل ہو جائے۔

ان مضامین کا زمانۂ تحریر تقریباً نصف صدی پر پھیلا ہوا ہے۔مختلف اوقات میں یہ قلم بند ہوتے رہے۔کبھی کبھی ان کے درمیان طویل وقفہ بھی رہا۔اس وجہ سے ان میں کہیں کہیں تکرار کا احساس ہوتا ہے۔چوں کہ ان میں سے ہر مضمون اپنی جگہ مستقل ہے، اس لیے اسے باقی رکھا گیا ہے۔اسے مضمون کی ضرورت سمجھنا چاہیے۔

مجھے خوشی ہے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ان مضامین کو اہلِ علم نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے بعض عنوانات کو مزید مطالعہ اور تحقیق کا موضوع بنایا اور انھیں آگے بڑھانے کی کوشش کی۔یہ میرے لیے ہمت افزائی کا باعث بھی ہے۔

اے اللہ! میں نے تیرے حبیب رہ نمائے عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کتابِ سیرت کے چند اوراق پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔اے اللہ! ان بے جان اوراق میں اپنے فضل وکرم سے جان ڈال دے اور قلم کی سیاہی کو جلوۂ نور سے بدل دے کہ اس کی تابانی سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔قلم نے جہاں کہیں لغزش کھائی ہے، اسے درگزر فرما اور شرفِ قبولیت سے نواز دے۔

اے اللہ! یہ جو کچھ ہوا ہے، تیرے کرم سے ہوا ہے اور جو کچھ ہوگا، تیرے کرم ہی سے ہوگا۔ اے اللہ! تو غنی از ہر دو عالم اور ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ میں تیرے لطف وعنایت کا محتاج ہوں اور تاابد محتاج رہوں گا، اے اللہ! تیرے رسول ﷺ نے زندگی کی جو صراطِ مستقیم دکھائی ہے، اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور استقامت سے نواز دے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔

ماخذِ سیرت

قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا سب سے مستند ماخذ ہے۔ اس میں آپؐ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلو، کہیں اجمال اور کہیں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ اس سے آپؐ کی بعثت سے پہلے عرب کی حالت، ان کے عقائد، ان کی روایات اور بعثت کے بعد آپؐ کی تبلیغ ودعوت اور مخالفین کا ردِّ عمل سامنے آتا ہے۔ آپؐ کے اولین مخاطب مشرکین عرب کے ساتھ اہلِ کتاب بھی تھے۔ قرآن مجید میں ان کی دینی اور اخلاقی پستی، کتاب اللہ میں ان کی تحریفات، رسول اللہ ﷺ سے ان کی عداوت اور سازشوں کا ذکر ہے اور ان سے بچنے کی تدابیر بیان ہوئی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں صالح افراد بھی ہیں، جو قابل تعریف ہیں۔ اسی طرح مخلص صحابہ کرامؓ کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے تعلق، ان کا اخلاص، ان کی دعوتی جدوجہد اور قربانیاں، دوسری طرف منافقین کا ناپسندیدہ کردار اور ان کی ریشہ دوانیاں بھی زیر بحث آئی ہیں۔ قرآن مجید میں آپؐ کی عبادات، اللہ تعالیٰ سے آپؐ کا تعلق، آپؐ کے اخلاق کریمانہ، آپؐ کی خانگی زندگی اور آپؐ کے غزوات کی بھی کسی قدر تفصیل موجود ہے۔ اس مجموعہ کے بعض مضامین قرآن ہی کی روشنی میں تحریر کیے گئے ہیں اور دوسرے مضامین میں بھی اس کی تعلیمات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

سیرت کا دوسرا ماخذ کتبِ حدیث ہیں۔ ان کتابوں کا مقصد ہی رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل اور آپؐ کی تقریر (جس عمل پر آپؐ نے نکیر نہیں کی اور سکوت اختیار فرمایا) کو محفوظ کرنا ہے۔ کتبِ حدیث میں وحی و رسالت، آپؐ کی دعوتی جدوجہد، آپؐ کی عبادات، آپؐ کے شب و روز کے معمولات، آپؐ کے اخلاق، آپؐ کا زہد وغنا، آپؐ

کی معیشت، آپؐ کا لباس اور پوشاک اور وضع قطع کی تفصیلات ملتی ہیں۔ اسی طرح عبادات، نکاح و طلاق، تجارت اور معیشت، جہاد فی سبیل اللہ، مغازی، امن و صلح، حکومت و سیاست اور حدود و تعزیرات جیسے تمام امور میں آپؐ کی تعلیمات اور آپؐ کے اقدامات کی تفصیلات موجود ہیں۔ کتبِ حدیث میں صحیح روایات کے ساتھ ضعیف روایات بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان کی چھان بین کی جو بے نظیر کوشش محدثین نے کی ہے، اس سے ان کی صحت وضعف کا فیصلہ آسانی سے ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے اسماء الرجال کے وسیع ذخیرہ سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ انھیں درایت کے معیار پر بھی پرکھا جاسکتا ہے۔ ان مضامین میں ممکنہ حد تک سیرت کے سلسلے میں حدیث سے استفادہ کیا گیا ہے اور کہیں کہیں حدیث کے حوالے کے ساتھ روایت و درایت کے پہلو سے اس کے مقام کے تعین کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے، بعض اوقات یہ عام دلچسپی کا باعث نہ ہو، لیکن توقع ہے کہ اس سے ان مضامین کو استناد حاصل ہوگا۔

سیرت کا ایک اہم ماخذ وہ کتبِ سیرت ہیں جو خاص اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ ان میں سوانحِ سیرت کے ہمہ جہت احاطہ کی کوشش کی گئی ہے۔ جن واقعات کی طرف قرآن اور حدیث میں اشارے ہیں یا مجملاً ان کا ذکر ہے، کتبِ سیرت میں ان کی از اوّل تا آخر پوری تفصیل موجود ہے۔ بہ طور مثال ہجرتِ حبشہ یا ہجرتِ مدینہ کا ذکر آئے تو کتبِ سیرت ان افراد کی تعداد، ان کے نام اور سفر کی کیفیت بھی بیان کر دیتی ہیں، جنھوں نے ہجرت کی۔ اسی طرح غزوات کا تذکرہ ہو تو چھوٹے بڑے غزوات و سرایا، ان کا پس منظر، ان میں شریک افراد، شہداءِ اسلام اور فریق مخالف کی ہلاکتوں کی تفصیل بھی کتب سیرت میں مل جاتی ہے۔

اسلامی تاریخ کے دورِ اول میں کتبِ حدیث اور کتبِ سیرت کی تالیف و تدوین کا عمل ایک ساتھ شروع ہوا۔ علماء امت کی دونوں ہی کی طرف توجہ رہی۔ پہلی صدی کے بعد جو سیرت نگار نمایاں مقام کے حامل رہے ہیں اور انھوں نے اپنے پیش رو اصحاب کی روایات اور تصانیف سے بھی استفادہ کیا اور خود بھی اپنے ذرائع سے نئی معلومات فراہم